

تعارف و تبصرہ

مجھے ہے حکم ازاں مصنف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

ناشر: الفرقان بک ڈپو نظیر آباد کھنؤ۔ صفحات: ۲۶۴ قیمت: ۵۵ روپے

یہ کتاب مولانا سنبھلی کے منتخب علمی، دینی، تنقیدی و تائزاتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شامل اکثر مضامین کے لیے خارج سے تحریک فراہم ہوئی ہے۔ تاثرات کا تعلق قلب سے ہے اس طرح کے مضامین تنقید و تبصرے سے بالاتر ہوتے ہیں۔ البتہ تنقیدی مضامین زیر تبصرہ آسکتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مجموعہ کی اشاعت کے وقت مضامین پر نظر ثانی کا یا انھیں بغور دیکھنے کا غالباً موقع میسر نہیں آیا اس لیے ”دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو“ ص ۱۲۱ اور تب دلیپسندول کا اقبال ص ۱۵۳ جیسے مضامین بھی اس مجموعہ کی زینت بن گئے ہیں۔ فاطمہ جناح ایوب خاں کے مقابلہ میں صدارتی امیدوار نہیں۔ ان کی حمایت ایک طبقہ نے کی اور اپنے اس اقدام کو شرعی اعتبار سے جائز ٹھہرایا۔ کیا یہ مسئلہ آج بھی زندہ رکھنے کا ہے۔ اس سے ملت کو کون سا فائدہ پہنچے گا، یہی حال غلاف کعبہ کے مسئلہ کا ہے یہ وہ مسائل ہیں جن پر اس عہد کے بہت سے اہل علم و قلم نے اظہار خیال کیا تھا لیکن آج اس کی تکرار کی کوئی خاص افادیت سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ عورت کی سربراہی کے عنوان سے جو تحریر ہے وہ دراصل دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ کی اصلاح میں اپنے رول کی صراحت ہے دیگر مضامین کے عنوان یہ ہیں: بامحمد ہوشیار۔ میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے۔ ہے مکر رب ساقی پر صلا میرے بعد، عید الاضحیٰ میں قربانی، زفرق تباہ قدم، تہذیب کو نو عقیدے کی تلاش، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان تعلق کا مسئلہ، سیرت کا جلسہ اور وحدت ادیان کی دعوت، کون سا مسیح بہتر انجیل کا یا قرآن کا، کیا شراب حرام ہے؟ قرآن میں نسخ کا کائنات کا مطلب، خلائی پروازیں اور قرآن، اسلامی معاشرہ کی رہنمائی میں انفرادی غنیمت کا مقام اور حدیث پر رویہ۔

اس مجموعہ میں بعض مضامین مفید ہیں اور ہر مضمون کے تحت کوئی نہ کوئی بات ضروری اہم اور قابل توجہ ہے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود مضمون نگار کے نزدیک ان مضامین کی

قدر و قیمت وقتی ہے اسی لیے صرف مقدمہ ہی میں ان کے تعارف پر بس نہیں کرتے بلکہ مضمون کے بعد بھی اس قسم کے اعتذار یہ جملے شامل ہو گئے ہیں کہ ”مندرجہ بالا مضمون میں مذکور..... تجربہ ۱۵ سال پہلے کے حالات کے مطابق ہے۔ آج اس تجربہ کی مطابقت میں کہیں کہیں کچھ فرق ضرور محسوس کیا جاسکتا ہے مگر یہ فرق ڈگری کا ہے اصل حال کا نہیں ۹۸ مضمون ”سیرت کے جلسے اور وحدت ادیان کی دعوت“ کے تحت یہ نوٹ ہے۔ اس مضمون کے عنوان کی طرح اس کی تہنید کا تعلق بھی ایک وقتی نوعیت کے مسئلہ سے ہے۔ مگر اصل مضمون اور بحث کا موضوع ”نظریہ وحدت ادیان اور قرآن“ ہے ص ۹۹۔

تحریر کی زبان تقریر و خطابت کی زبان سے الگ ہوتی ہے۔ مضامین کا واعظانہ و خطیبانہ لہجہ آج کی علمی و تنقیدی نشر سے میل نہیں کھاتا۔ مناظرانہ اسلوب کی جھلک مزید برآں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ یہ ہے بخاری میں سقیفہ کی تقریروں کا رنگ ص ۲۱۱ اٹھائے قرآن اور پڑھئے سورہ نور ص ۲۱۲ کھولے سورہ المنافقون ص ۲۱۹۔ ان کے ماخذ کے عدم اعتماد کا فتویٰ صادر کر دیئے ص ۲۱۱ سنئے! سنئے کے لائق ہے ص ۲۲۵ دیکھئے! پھر دیکھئے! فرمایا جا رہا ہے ص ۲۱۴۔ ایک اور قابل توجہ پہلو ذیلی ضمنی مباحث میں جھٹک جانا ہے یہ کسی علمی تحریر کو زیب نہیں دیتا۔ خیر یہ بات تو بیچ میں سخن گسترانہ آگئی ص ۱۶ بات کا فی پھیل گئی نفس مدعا کو پھر سامنے رکھ لیجئے ص ۱۸۳ ذیل کے مضمون کا اصل نشانہ تو انکار حدیث کی ایک خاص منطق ہی ہے مگر ضمنی طور پر اس میں خلافت صدیقی کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے اختلاف اور حدیث الائمة من قریش جیسے اہم مباحث کے سلسلہ میں بعض پہلوؤں سے کافی تفصیلی گفتگو آئی ہے ص ۱۹۹ ضمنی مباحث پر تفصیلی گفتگو اور ان کے اہم مباحث ہونے سے قطع نظر اس قسم کے اعتذار یہ جملے اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مضمون نگار انھیں اصل موضوع سے غیر متعلق ہی سمجھتے ہیں۔ ترتیب نو میں انھیں وہ الگ کر سکتے تھے۔

بعض مقامات پر انداز بیان غیر علمی اور سطحی سا ہو گیا ہے۔

”یہ ان آیتوں میں سے چار ہیں جو فوری طور سے ذہن میں گھوم گئیں تھوڑا سا وقت صرف کر کے قرآن پاک میں تلاش کی جائے تو اور بہت سی آیتیں اس مفہوم کی باسانی مل جائیں گے (گی) ص ۱۸۶“

گویا ایک علمی مضمون کے لیے قرآن سے مراجعت کی خاطر تھوڑا سا وقت بھی نہیں ہے۔ فوری طور پر ذہن میں گھوم جانے والی آیتوں سے کام چلایا جاتا ہے۔

اس مجموعہ کی ایک نمایاں کمی ہر مضمون کے ذیل میں محض جلد اور شمارہ کا حوالہ ہے جبکہ ماہ و سال کا تذکرہ زیادہ مناسب بلکہ ضروری تھا۔ کس کے پاس اتنی فرصت ہے کہ وہ کاغذ و قلم یا انگلیوں یا کلموں کی مدد سے ماہ و سال کا تعین کرے۔ کلام کی تفہیم میں زمانی پس منظر کا تعین بھی اہمیت رکھتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب کہ مباحث خود اس کی قدامت کی طرف اشارہ کر رہے ہوں۔

آیات قرآنی اور عربی عبارتوں کی تصحیح کا بھی کما حقہ اہتمام ہوا ہے ملاحظہ ہوں صفحہ ۳۹، ۴۹، ۵۹، ۶۹ اور صفحہ ۹۳ وغیرہ۔

بعض مقامات پر الفاظ کے انگریزی مترادفات یا بعض انگریزی الفاظ کا استعمال بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بعض ترجمے بھی محل نظر ہیں مثلاً لَدَجْمُتْکَ کا ترجمہ ہو چھوڑ دو گا۔ قرآن مجید کے ترجمے میں اتنی آزادی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ ڈپٹی نذیر احمد کے محاوراتی ترجمہ کو مستند اہل علم غیر معیاری اور صحت سے بعید قرار دے چکے ہیں۔

ان چند خامیوں سے قطع نظر اس مجموعہ میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں، موضوعات کے اعتبار سے بھی اور اظہار جذبات و تاثرات کے اعتبار سے بھی۔ بامحمد ہوشیار اور اسلامی معاشرے کی رہنمائی میں انفرادی ضمیر کا مقام بطور خاص لائق مطالعہ ہیں۔ مناظراتی ادب کا ذوق رکھنے والوں کے لیے اس مجموعہ میں دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ (منور حسین)

کتاب المعلم لدروس اللغة العربیة لغیر الناطقین بہا (۳ حصے)

مصنف: ڈاکٹر عبدالرحیم اسلاک فاؤنڈیشن ٹرسٹ۔ مدراس۔ طبع اول حصہ اول صفحات ۱۳۲ قیمت تیس روپے۔ حصہ دوم صفحات ۱۳۲ قیمت پچاس روپے۔ حصہ سوم صفحات ۱۳۲ قیمت پچیس روپے۔ ہندوستان کے مختلف دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی تعلیم کے لیے کئی ریڈریں داخل نصاب ہیں۔ ان میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی القراءۃ الرشیدہ۔ مولانا وحید الرحمن کیرانوی کی القراءۃ الواضحة، مولانا نبی حیدر آبادی کی منہاج العربیہ اور مصری وزارت تعلیم کی جانب سے شائع شدہ القراءۃ الرشیدہ شہرت رکھتی ہیں چونکہ طریقہ تدریس میں ہم آہنگی آتی رہتی ہے اس لیے اہل فن نے ایک ایسی ریڈر کی ضرورت کا اظہار کیا ہے جس میں جدید ترین اسالیب تدریس کی رعایت کی گئی ہو اور جس کے ذریعے عربی زبان کے قواعد بھی باسانی طلبہ کے ذہن نشین کرائے جاسکیں۔